رحمت و مغفرت کی نویدِ مسرّت

عیدِ سعید کی حقیقی رُوح

صاحبزادہ کوکب نورانی اوکاڑوی

مکان کو عزت حاصل ہوتی ہے مکین سے اور زمانے کو کسی اہم واقعے سے، ہر کوئی کسی نسبت کے سبب ہی مکرّم اور ممتاز ہے۔ یوں تو سب دن اللہ کے ہیں اور سب راتیں بھی، مگر سب یکساں نہیں، بعض کو بعض پر مرتبہ فضیلت عطا ہوا۔ ہفتے کے ایّام میں جمعے کے دن کے لیے فضیلت ہے، اس دن میں بہ طورِ خاص اللہ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سعی کا حکم ہے اور سرورِ دو جہاں باعثِ کون و مکاں ﷺ نے جمعے کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن فرمایا۔ اسلام میں عید کا تصور خوشی کے ساتھ ہے اس لیے کہ بندۂ مومن کو جس دن رضائے الٰہی کی قوی امید بلکہ یقین ہو وہ دن بھی فی الحقیقت خوشی اور مسرّت کا دن ہوتا ہے اور یہ فطری بات ہے کہ انسان کو کوئی انعام یا اِکرام ملے، اس کے درجے مرتبے میں اضافہ ہو، اسے کوئی راحت پہنچے اس کا کام پورا ہو یا اسے اپنے مقصد میں کامیابی ملے تو اسے خوشی ہوتی ہے۔ ایک مومن کے لیے اللہ کی رضا سے بڑھ کر کوئی اور خوشی کیا ہوسکتی ہے۔ نمازِ عید کا اجتماع ہو یا نمازِ جمعہ کا، بندۂ مومن خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے اور اس کی بڑائی کے اجتماعی اظہار اور عبودیت کے لیے خانۂ خدا میں جا کر کمالِ عجز سے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے اور انتہائی پست ہو کر اس بلند و بالا کی عظمت و شان کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا شکر ادا کرتا ہے تو ربّ رحمٰن و رحیم اُسے اپنا بندہ بنالیتا ہے، اس سے راضی ہوجاتا ہے اور اسے اپنی رحمتِ خاص سے نوازتا ہے۔ اس عطائے ایزدی پر بندۂ مومن کو خوشی ہوتی ہے یہی عید کا اسلامی تصور ہے۔

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر کامل یقین رکھتے ہوئے صاحبِ ایمان بن جاتے ہیں اور اسلام قبول کرکے سراپا بندۂ تسلیم و رضا ہوجاتے ہیں ان کے لیے ہر روز، روزِ عید ہوتا ہے اسی لیے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم جس روز گناہ نہیں کرتے وہ دن ہمارے لیے عید کا ہوتا ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ وہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ اس لیے ان کے اس فرمان سے ثابت یہی ہوتا ہے کہ ان کے لیے ہر دن عید کا ہی دن ہوتا تھا۔ اگر ہمیں بھی عید کی صحیح خوشیاں اور حقیقی مسرتیں حاصل کرنی ہیں تو نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہن لینے سے اصل خوشی حاصل نہیں ہوگی کیوں کہ رُوحانی لذات کے لیے صرف ظاہر ہی نہیں باطن کا تزکیہ بھی ضروری ہے۔ صرف کپڑوں کا اُجلا اور بدن کا ظاہری میل سے صاف ہونا تزکیہ نہیں، بلکہ تزکیہ دل کا ایسے خیالات اور نظریات و عقائد سے پاک ہونا ہے جو کتاب و سنّت کے خلاف ہوں۔ اسی لیے فرمایا قد افلح من تزکّی وہی کامیاب ہوا جس نے پاکیزگی حاصل کی، سال کے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ ہمیں اسی تربیت کے لیے عطا کیا گیا کہ ہم پاکیزگی اختیار کریں، روزے کی غرض و غایت تقویٰ بیان کی گئی اور تقویٰ یہی ہے کہ خواہشاتِ نفس کو حاکم نہ بنایا جائے۔ لذاتِ دُنیوی کو ہی مآل نہ سمجھا جائے، بلکہ نفس کے سرکش گھوڑے کی مہار شریعت و سنّت کی گرفت میں دے کر اسے صحیح حالت پر رکھا جائے اور زندگی کے اصل مقصد سے غافل نہ ہوا جائے۔

اگر غور کریں تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ ہم ایک مہینہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک بہ حالتِ روزہ انتہائی پوشیدگی میں بھی حلال و طیب اشیاء نہیں کھاتے پیتے صرف اس لیے کہ اللہ کا حکم نہیں تو جس اللہ کے حکم پر ایک ماہ حلال و طیب سے منہ موڑ سکتے ہیں اس اللہ جل شانہٗ کے کہنے پر باقی گیارہ مہینے حرام و ممنوع سے کیوں گریز نہیں کرتے اور روزہ اس کا قبول ہے جو ایمان و احتساب کے ساتھ رکھے۔ عقائد کی دُرستی بنیاد ہے۔ کوئی عمل بھی عبادت اسی وقت متصور ہوگا جب کہ عامل صحیح اور سچا مومن ہو۔

ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا جو رمضان کے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔ احتساب جانچ پڑتال کا نام ہے کہ روزے دار کو بحالتِ روزہ اپنے تمام اعضاء یہاں تک کہ قلب و ذہن پر اتنا ضبط اور کنٹرول ہو کہ وہ ان سے کوئی غلطی خامی اور خلافِ شریعت و سنّت ظاہر نہ ہونے دے۔ یہی احتساب اگر ہر لمحے ہو تو بندے سے کوئی غلط فعل صادر ہی نہ ہو۔ پورا مہینہ یہی تربیت ہمیں دی جاتی ہے چناں چہ بندۂ مومن ماہِ رمضان میں ظاہر و باطن کا تزکیہ کرکے فلاح و کامیابی حاصل کرتا ہے اور پھر فرمایا: اپنے رب کا نام لیتے ہوئے نماز ادا کرو۔ تو پورا مہینہ صرف اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھ کر، تراویح میں قرآن سن کر، صدقہ و خیرات کی کثرت اور عبادت کے ذریعے بندہ تزکیہ حاصل کرکے اپنے رب کے نام کی تسبیح پڑھتے ہوئے ظاہر و باطن اُجلا کرکے عیدگاہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا۔ یہی وہ صلہ اور انعام ہے جو بندۂ مومن کا مطلوب و مقصود اور اس کی اصل خوشی ہے۔ اللہ نے فرمایا روزہ میرے لیے ہے اور اس کی جزا بھی میرے ذمّے ہے ایک ارشاد میں فرمایا اس کی جزا خود میں ہی ہوں تو جس عمل کے ذریعے بندے کو خدا مل جائے اس کی لذت اور اس سے ملنے والی راحت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسلام جسے دینِ فطرت کہتے ہیں اسے عقلی نقطۂ نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو ہم پر اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے اور ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ہر حکم میں ہمارے لیے بھلائی، بہتری اور رحمتوں برکتوں کے بے شمار خزانے ہیں۔